سلسلہ نمبر ۳

مُتلاشیانِ حق کیلئے ایک دستورُ العمل

حق سے بھٹکے ہوئے، دینی اُمور میں متردّد اور راہِ حق کی تلاش میں سرگرداں لوگوں کیلئے
قرآن وسنت اور اکابر واسلاف کی روشنی میں ایک مفید وسریع التاثیر دستور العمل

زیرِ سرپرستی پیرِ طریقت عارفِ وقت حضرت شاہ ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب مدظلہ
افادات از تحریر حضرت حاجی محمد راشد صاحب مدظلہ (ڈیرہ اسماعیل خان)
تلخیص و ترتیبِ جدید
محمد ارمغان ارمان

ناشر خانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ فاروقہ ضلع سرگودھا 0301/0335-6750208

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، اَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ کی محبت و دوستی اور اپنے خالق و مالک سے ملنے کی خواہش و تڑپ ہر انسان کے دل میں موجود ہے، اب یہ انسان پر ہے کہ وہ اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لیے کتنی سعی و کوشش کرتا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں روزِ محشر اپنے پیارے ربّ کے سامنے سُرخرو ہو کر ملوں، کوئی شرمندگی نہ اُٹھاؤں، تو اس کے لیے ہمیں اپنے عقیدے اور عمل میں درُستگی لانا پڑے گی، یعنی اللہ و رسول کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنا پڑے گا۔ لیکن آج دنیا میں ہر مذہب، ہر جماعت، ہر فرقہ حق پر ہونے کا دعویدار ہے، اور ہر فرقے کے اندر بہت سے فرقے ہو گئے ہیں، بلکہ آج ہر شخص ایک مستقل فرقہ ہے کیونکہ ہر شخص دین کے متعلق اپنی الگ ایک رائے قائم کرتا ہے۔

ایسے حالات میں کیا طریقہ اختیار کیا جائے کہ حق واضح ہو؟ اس کے لیے قرآن وسنت اور اس کے مطابق زندگی گزارنے والے اکابر واسلاف سے ماخوذ درج ذیل دستور العمل پر عمل کیا جائے:

۱ ......اہتمامِ غور و فکر:

جس طرح مادّی مقاصد کے حصول کے لیے سعی و کوشش، دوڑ دھوپ اور فکر و اہتمام کیا جاتا ہے، اسی طرح امورِ آخرت میں بھی ایسی ہی لگن اور سعی و کوشش مطلوب ہے۔ دُنیا میں جتنی کوشش حکیم، ڈاکٹر اور وکیل کے انتخاب اور علاج و معالجہ و مقدمہ کی پیروی میں کی جاتی ہے، اگر اس سے آدھی کوشش اور غور و خوض بھی طلبِ دین اور تلاشِ حق میں کر لیا جائے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْعَزِیْزُ حق ضرور واضح ہو جائے گا، نیز طالبِ صادق کی تائید حق تعالیٰ کی طرف سے بھی ہوتی ہے۔ اور اگر بالفرض باوجود کوشش

کے کسی فریق کی ترجیح یا دو مختلف طریقوں میں حق و باطل کا انتخاب اور فیصلہ مشکل ہو جائے کچھ سمجھ میں نہ آئے کہ کیا کیا جائے، تو:

آسان طریقہ ترجیح کا یہ ہے کہ دونوں فتویٰ دینے والوں کو دیکھے اور دونوں کے حالات پر غور کرے، اللہ و رسول نے جو "معیارِ تقویٰ و حق" متعین کیا ہے اس کے مطابق جو متقی اور پرہیزگار ثابت ہو، اس کے فتویٰ کو ترجیح دے اور اسی پر عمل کرے۔ اور اگر دونوں فریق علم و تقویٰ میں برابر ثابت ہوں تو اس صورت میں جس طرف دل گواہی دے اس طرف ہو جاؤ۔ لیکن یہ ساری کوشش و تحقیق بالکل غیر جانبدارانہ ہو، پھر فائدہ ہوگا۔

۲......اہتمامِ دُعا:

انسان کی ساری کوششیں اُس وقت رنگ لاسکتی ہیں جب خالقِ کائنات اُس میں اَثر ڈالیں، کیونکہ سب کچھ اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس لیے دِل کی اَتھاہ گہرائیوں سے، خوب اِلتجاء و زاری، تضرع و عاجزی، گڑگڑا کر اور بھکاری بن کر ہاتھ پھیلا کر اللہ تعالیٰ سے یوں دُعا کرے کہ:

"اے اللہ! ایسے اِختلافی امور میں تو ہی مجھے سیدھا راستہ دکھانے والا ہے، تو ہی مجھے راہ دِکھا، تو ہی مجھے صراطِ مستقیم کی دولت سے مالا مال فرما، تیرے چاہے بغیر تیری رہنمائی بغیر میں افراط و تفریط میں پڑ کر گمراہیوں کے گڑھوں میں گر جاؤں گا، تو مجھے صحیح راستہ دِکھا"۔

نیز مسنون دُعاؤں کا بھی معمول بنائیں، مثلاً:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ، وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ

دُعا کا ایک نفع: جب روزِ محشر سوال ہوگا کہ تم نے حق کا اتباع کیوں نہیں کیا؟ تو اس شخص کا یہ عذر قبول ہوگا کہ میں نے طلبِ حق کے لیے بہت سعی و کوشش کی تھی اور حق واضح ہونے کے لیے آپ سے مدد بھی مانگی تھی۔......لیکن دوستو! عادۃ اللہ یہی ہے کہ جو شخص خلوصِ دل سے دُعا کرتا ہے، حق اس پر

واضح ہو ہی جاتا ہے، اس کے خلاف ہوتا ہی نہیں۔ درحقیقت ہمارے مانگنے اور یقین میں کمی ہوتی ہے، مالکِ حقیقی کے خزانوں میں نہیں۔ اس لیے جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔

۳......اہتمامِ تقویٰ:

''تقویٰ'' کہتے ہیں ''گناہوں سے بچنے کو''۔ چونکہ علمِ حقیقی اللہ کا نور ہے، یہ اللہ کے نافرمانوں کو عطا نہیں کیا جاتا۔ دوسرے جو شخص صغیرہ وکبیرہ اور ظاہری وباطنی گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتا ہے، اُس کی منجانب اللہ رہنمائی ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ کا فرمانبردار ہو اور گم کردہ راہوں میں بھٹک رہا ہو، بلکہ اللہ پاک اپنے فضل وانعام سے اُسے سیدھی راہ پر خود ہی کھینچ لاتے ہیں۔

نیز گناہوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ گناہوں کو روکنے کی بھی فکر اور سعی کرنی چاہیے، کیونکہ نہی عن المنکر چھوڑنے سے حدیث شریف میں ''وحی کی برکات'' سے محرومی کی خبر دی گئی ہے، تو جو آدمی وحی کی برکات سے محروم ہے وہ قرآن وحدیث کے صحیح مطالب کیسے سمجھ سکتا ہے؟ گناہوں کو دیکھ کر خاموش رہنے والا اس دولت سے محروم رہتا ہے، لہٰذا ''ترکِ منکرات'' کے ساتھ ''نہی عن المنکر'' کا بھی اہتمام ہو، اس کی برکت سے حق روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گا، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

۴......بے اَدبی سے پرہیز:

اہلِ علم اور بزرگانِ دین کی شان میں بے ادبی وگستاخی کرنا بہت سخت محرومی اور بدبختی کی بات ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''جو شخص میرے کسی ولی سے دُشمنی رکھے، میری طرف سے اس کو اعلانِ جنگ ہے''۔ صاحبِ مظاہرِ حق نے لکھا ہے کہ اللہ سے بندہ کی لڑائی دلالت کرتی ہے خاتمہ بد ہونے پر۔ سوچیے! بے اَدبی کتنی خطرناک چیز ہے۔

صحابہ کرام، تابعین، ائمہ مجتہدین اور ان کے پیروؤں کی آراء کا اختلاف ہر اہلِ علم کو معلوم ہے، لیکن ان میں ایک واقعہ بھی ایسا دیکھنے سننے میں نہیں آیا کہ ایک دوسرے کو گمراہ یا فاسد کہتے ہوں۔ ان کے ہاں اِختلافات کی بناء پر ایک دوسرے کے خلاف جنگ وجدل، سبّ وشتم، توہین، استہزاء اور فقرابازی کا کوئی تصور نہ تھا۔

نئی تعلیم نے ’’آزادیٔ رائے‘‘ کا خوبصورت عنوان دے کر ہماری جس متاعِ گرانمایہ پر پہلی ضرب لگائی وہ ’’اسلاف کی عظمت اور ان پر اعتماد کھونا‘‘ ہے۔ نتیجۃً شکوک و اَوہام کی راہوں پر بھٹکنے لگے۔ حقیقت یہ ہے لوگ کام نہ کرنے کے لیے اس لچر اور لوچ عذر کو حیلہ بناتے ہیں، ورنہ ہمیشہ اطبّا اور وکلا کی رائے میں اختلاف ہوتا ہے، مگر کوئی شخص علاج کروانا اور مقدمہ لڑانا نہیں چھوڑتا۔ پھر کیا مصیبت ہے کہ دینی امور میں اختلافِ علماء کو حیلہ بنایا جائے۔ اس لیے علمائے دین میں سے جس سے عقیدت و محبت ہو اور اس کا عالم باعمل اور متقی ہونا محقق ہو جائے، اس کے قول و عمل پر عمل کر لینا چاہیے۔

اختلاف کی صُورت میں اہلِ حق اور اہلِ باطل میں پہچان کیسے ہو؟ ازالۂ شبہ:

جواب: اس کی پہچان حضورِ اقدس ﷺ نے ایک حدیث میں یوں فرمائی ہے کہ میری اُمت میں تہتّر (۷۳) فرقے (باعتبارِ اُصول) ہوں گے، اس میں ایک ناجی (نجات پانے والا) اور باقی سب ناری (جہنمی)۔ اور پھر صحابہ کے استفسار پر فرقہ ناجیہ کی پہچان یہ بتلائی کہ: مَـا اَنَـا عَـلَـيْـهِ وَ اَصْـحَـابِـىْ ، یعنی وہ اس مسلک پر ہوں گے جو میرا اور میرے صحابہ کا ہے، یعنی میرا اور میرے صحابہ کی اتباع کریں گے۔ یہ ایک ایسی پہچان ہے کہ اس سے بہت ہی سہولت سے اہلِ حق اور اہلِ باطل میں فرق کیا جا سکتا ہے۔ اب دیکھ لیا جائے کہ کس کے اقوال و افعال حضور ﷺ اور صحابہ کے اقوال و افعال سے ملے ہوئے ہیں۔ کھینچ تان کر کسی بات کا ثبوت حاصل کر لینا اور بات ہے، اس کو ’’ملنا‘‘ نہیں کہتے۔

حاصلِ تحریر:

یاد رکھیے! مذکورہ دستور العمل کی چاروں ہدایات پر عمل کریں گے تو صحیح اور پورا فائدہ ہوگا، ورنہ نسخہ کے تمام اجزاء پر عمل نہ کرنے کی صورت میں کامل صحت اور پوری شفاء کی ضمانت نہیں ہوا کرتی، لہٰذا دستور العمل کے سب اجزاء کا اہتمام ضروری ہے۔ اس تحریر کو پڑھ کر ایک طرف رکھ دینا اور عمل کے لیے آمادگی پیدا نہ کرنا اس بات کی علامت ہوگی کہ آپ درُستگیٔ عقیدہ اور تلاشِ حق کے لیے فکرمند نہیں۔ اس لیے سنجیدگی اور تسلسل کے ساتھ متذکرہ بالا ہدایات پر عمل کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ